AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات میں تلفیق کی عملداری کا جائزہ

Review of the jurisdiction into the recommendations of the Council of Islamic Ideology

Shahid Ali
PhD Scholar, Sheikh Zayed Islamic Centre, Punjab University, Lahore
Hafiz Muhammad Adil
Visiting lecturer RB Institute of Nursing

Abstract

In the present era, the world has become a global village. The interaction and socialization among people have transcended a specific boundary. In such circumstances, rather than being limited to a single jurisprudential school of thought, benefiting from and acting upon diverse opinions becomes inevitable. On the other hand, to establish any order at the national and international levels, or for the government to declare something as law, it is essential that individuals with differing views come together and collectively formulate a shared course of action. This is the point of convergence for collective ijtihad (independent juristic reasoning) and reconciliation. Several efforts have been made and continue to be made for this purpose. For instance, in the Arab world, the International Islamic Fiqh Academy (Jeddah) is a prominent entity that provides common guidance for people in accordance with the circumstances and events. Many other institutions of this kind have been established, and in Pakistan, the establishment of the Council of Islamic Ideology (CII) has been officially carried out. Its purpose is to adopt appropriate and feasible opinions according to the needs and circumstances, send recommendations to the government, and facilitate legislation. This paper examines the selected recommendations of the Council of Islamic Ideology in terms of the implementation of reconciliation.

دورِ موجود میں دنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے۔ اب لوگوں کا تعامل اور باہم میل جول ایک خاص دائرے سے بڑھ چکا ہے ایسے حالات میں کسی ایک فقہی مسلک تک محدودیت کی بجائے دوسری آراء سے استفادہ اور عمل ناگزیر ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف قومی اور بین الاقوامی سطح پر کوئی نظم قائم کرنے یا حکومت کی جانب سے بطور قانون کسی امر کو مقرر کرنے کیلیئے بھی ضروری ہے کہ مختلف الرائے رجال مل بیٹھیں اور اجتماعی طور کوئی مشترکہ لائحہ عمل وضع کریں۔ یہ اجتماعی اجتہاد اور تلفیق کا نقطہ اتحاد ہے۔ اس مقصد کیلیئے کئی کاوشیں کی گئیں اور بدستور جاری ہیں۔ جیسا کہ عرب میں مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) ایک ممتاز نام ہے جس حالات وواقعات کے مطابق لوگوں کیلیئے مشترکہ رہنمائی کا سامان کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے دیگر بھی کئی ادارے قائم ہیں اور پاکستان میں اس طرز پر سرکاری طور پر اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت وحالات کے مطابق مناسب اور سہل رائے کو اختیار کر کے حکومت کو سفارشات بھیج کر قانون سازی کروانا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اسلامی نظریاتی کونسل کی منتخب سفارشات کا تلفیق پر عمل کے اعتبار سے جائزہ لیا گیا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی آفیشل ویب سائٹ پر مختصر تعارف کچھ یوں ہے:

"The Council of Islamic Ideology is a constitutional body that advises the legislature whether or not a certain law is repugnant to Islam, namely to the Qur'an and Sunna."[1]

اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان کا آئینی ادارہ ہے۔ 1973ء کے آئین میں جب شق نمبر 227 شامل کی گئی جس کے مطابق پاکستان میں کوئی بھی قانون قرآن وسنت کے مخالف نہیں بنایا جائے گا تو عملاً اس کا باقاعدہ نظام وضع کرنے کی غرض سے اسی آئین میں دفعہ نمبر 228، 229 اور 230 میں اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے 20 اراکین پر مشتمل ایک آئینی ادارہ بھی تشکیل دیا گیا جس کا مقصد صدر، گورنر یا اسمبلی کی اکثریت کی طرف سے بھیجے جانے والے معاملے کی اسلامی حیثیت کا جائزہ لے کر 15 دنوں کے اندر اندر انھیں اپنی رپورٹ پیش کرنا تھا۔ شق نمبر 228 میں یہ قرار دیا گیا کہ اس کے اراکین میں جہاں تمام فقہی مکاتبِ فکر کی مساوی نمائندگی ضروری ہوگی وہاں اس کے کم از کم چار ارکان ایسے ہوں گے جنھوں نے اسلامی تعلیم وتحقیق میں کم وبیش 15 برس لگائے ہو اور انھیں جمہورِ پاکستان کا اعتماد حاصل ہو۔ کونسل کے اہم کام درج ذیل ہیں:

- ایسے قوانین کی توثیق کرنا جو قرآن وسنت کے روشنی میں ہو۔
- وفاق اور صوبائی اسمبلیوں کو اسلام کے مطابق سفارشات کرنا۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی حیثیت

اسلامی نظریاتی کونسل کی حیثیت مقننہ کی نہیں بلکہ اس کا کام مقننہ کو سفارشات بھیجنا، سوالات کے جواب میں رہنمائی کرنا اور قانون سازی میں قابل اعتراض امور کی نشاندہی کرنا ہے۔ مگر یہ بات افسوس ناک ہے کہ ہماری مقننہ کی جانب سے کونسل کی سفارشات پر خاص توجہ نہیں دی جاتی اور کونسل سے کماحقہ استفادہ نہیں کیا جاتا جس بات کا گلہ جابجا کونسل کی رپورٹس میں بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ تاہم حالیہ دنوں جمیعت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمن 26 ویں ترمیم میں حکومت کے حق میں تھے اور حکومت سے یہ ترمیم کرنے کا مطالبہ بھی رکھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پارلیمنٹ نہ محض پیش نہ ہوں بلکہ پاس ہوں گی اور اس کا نتیجہ قانون سازی پر ہوگا۔[2]

اسلامی نظریاتی کونسل کا منہج

اسلامی نظریاتی کونسل ایک خاص منہج اور اسلوب کے مطابق کام کرتی ہے جس میں تلفیق، تیسیر اور اجتماعی اجتہاد کو اہمیت حاصل ہے۔ اس کا منہج اور تحقیقی اصول کونسل کی سالانہ رپورٹ (19-2018ء) میں پیش کیا گیا ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

"اسلامی نظریاتی کونسل کے اصول اجتہاد صرف قرآن اور سنت ہیں۔ جہاں تک اصول تعبیر کا تعلق ہے تو وہ مستقل تحقیق پر مبنی ہیں، جنھیں علامہ اقبال نے اجتہاد مطلق کے نام سے یاد کیا ہے۔ اس تعبیر و تحقیق میں فقہی مذاہب کی پابندی ضروری نہیں،

[1] https://cii.gov.pk/aboutcii/Introduction.aspx

[2] روزنامہ جنگ، 30 اکتوبر، 2024ء، ویب سائٹ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

البتہ کونسل کی سفارشات تیار کرنے کیلئے مسئلے کی نوعیت اور عرف و حالات کو دیکھتے ہوئے کسی بھی فقہی مذہب، کسی بھی شخصیت، کسی بھی ادارے کی تحقیق سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، ماہرین و متخصصین کی آراء لی جاسکتی ہیں۔ ان سے مستقل تحقیق کروائی جاسکتی ہے اور ماہرین کی کمیٹیاں بنا کر بھی تحقیق کروائی جاسکتی ہے۔ البتہ کوئی تحقیق یا کوئی رائے اس وقت تک کونسل کی سفارش نہیں بن سکتی جب تک کونسل کے قواعد و ضوابط کے مطابق اس کے اجلاس میں بحث نہ کی جائے اور کونسل کی اپنی کمیٹیوں کی تحقیقات کی ایک یا ایک سے زیادہ خوانگیاں کونسل کے اجلاس میں نہ کی جائیں اور ان پر ارکان کونسل کی رائے نہ لی جائے۔ اراکین کونسل اپنے تحقیقی نوٹ بھی تیار کر کے دیگر ارکان کے غور کیلئے پیش کرتے ہیں اور بحث میں حصہ بھی لیتے ہیں۔"[3]

سیکرٹری اسلامی نظریاتی کونسل ڈاکٹر اکرام الحق کہتے ہیں:

"کونسل کے مماثل اجتماعی یا مشاورتی اجتہاد پیش کیا تھا وہ بھی شورائی اور پارلیمانی اجتہاد تھا۔ انہوں نے جب 1936ء میں شیخ الازہر علمہ مصطفی المراغی کو خط لکھا اور اعلی اجتہادی صفات کی حامل کسی شخصیت کا مطالبہ کیا تو شیخ مراغی نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ ان صفات کا حامل کوئی عالم محقق میسر نہیں ہے تو علامہ اقبال کی ہدایت پر دارالاسلام کے نام سے ایک تحقیقی مرکز قائم کیا گیا اس میں اس وقت کے بڑے بڑے محققین کو جمع کیا گیا جس کا مقصد یہی تھا کہ یہ لوگ اب اجتماعی اور مشاورتی اجتہاد کر سکیں، اسی طرح قیام پاکستان کے بعد بنیادی اصولوں کو جو کمیٹی قائم ہوئی اس میں بھی یہی اجتماعی اجتہاد کی روح کار فرما تھی۔"[4]

اسلامی نظریاتی کونسل کا منہج وہی ہے جو مجمع الفقہ الاسلامی (جدہ) کا ہے[5] اور مجمع کی قرارداد کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- جدید مسائل و واقعات میں تحقیق ایسے طریقہ کار کے موافق ہوگی کہ جس میں مضبوط دلیل شرعی پر انحصار، معتبر مقاصد شریعہ کا اہتمام کیا گیا ہو اور قواعد شرعیہ اور عمومی ضوابط کے تحت رفع حرج اور تیسیر کا مقصد سامنے رکھا گیا ہو۔
- ان تحقیقی و معتدل مضامین و مقالات کے نتائج سے استفادہ کیا جائے گا جن میں تمام فقہی مذاہب کی رعایت کی گئی ہو اور فقہی آراء اخذ کرنے میں مصادر اصلیہ اور کتب معتبرہ پر اعتماد کیا گیا ہو۔

تحقیقی مضامین و مقالات میں حسب ذیل امور کی پابندی ہوگی:

- ایسا اجتہاد کیا گیا ہو جس کی بنیاد اسلامی اصول ہوں اور اس کا منتہائے مقصود شرعی مقاصد و مصالح کو حصول ہو۔
- پیش کیے جانے والے مقالات و مضامین میں فقہ مقارن کے منہج کی پابندی ہو۔
- غیر جانب داری اور اعتدال سے کام لیا گیا ہو۔

[3] سالانہ رپورٹ، 19-2018ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص103

[4] سالانہ رپورٹ، 19-2018ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص106

[5] سالانہ رپورٹ، 19-2018ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص108

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- اختلافی امور میں توسع اختیار کیا جائے گا اور سفارش اکثریت کی بنیاد پر طے پائے گی البتہ اختلافی رائے بھی سامنے لائی جائے گی۔[6]

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مجمع الفقہ الاسلامی اور اسلامی نظریاتی کونسل میں بہت یکسانیت اور موافقت پائی جاتی ہے۔

تلفیق کا معنی و مفہوم

عہد موجود میں تلفیق ایک اہم فقہی عنوان ہے جس سے مراد ہے ایک فقہ سے دوسری فقہ کی طرف جزوی عدول کی ایک صورت "تلفیق" ہے۔ اصطلاحی طور پر اس سے مراد ایک ہی عمل میں دو مسئلوں میں دو مختلف فقہاء کی رائے کو اس طرح قبول کرنا ہے کہ بحیثیت مجموعی وہ عمل ان دونوں میں سے کسی کے نزدیک بھی درست قرار نہ پاتا ہو۔ معجم لغة الفقہاء میں ہے:

القيام بعمل يجمع فيه بين عدة مذاهب حتى لا يمكن اعتبارهذا العمل صحيحا فى اى مذهب من المذاهب۔[7]

عمل کی ایسی کیفیت کہ ایک ہی معاملے میں مختلف جزئیات وارکان کو یوں جمع کرنا کہ وہ عمل مرکب کسی کے ہاں بھی درست نہ ہو لیکن اگر دو مختلف مسئلوں میں دو مختلف فقہاء کی آراء کو جمع کیا جائے تو درست ہو گا۔

تلفیق کے جواز اور انکار دونوں طرح کی رائے پائی جاتی ہے۔کچھ علماء کے ہاں یہ مطلقاناجائز بلکہ دیگر علماء کے مطابق کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہے۔اسی اعتبار سے تلفیق کو محمود اور مذموم میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات اور تلفیق

چونکہ اسلامی نظریاتی کونسل کا منہج تلفیق کا ہے اور حالات کے مطابق آسان رائے کو اپنانے کی سفارش کی جاتی ہے لہذا ذیل میں کونسل کی ان سفارشات کو پیش کیا جاتا ہے جن میں پاکستان کے غالب فقہی رجحان کی بجائے دیگر مسالک پر فیصلہ دیا گیا ہے۔ ان میں سے چند مسائل اور سفارشات درج ذیل ہیں:

مفقود الخبر

ایسے لاپتا افراد جن کے زندہ یا مردہ ہونے کے بارے میں کوئی ثبوت نہ ملے، اُنھیں شریعت کی اصطلاح میں "مفقود الخبر" کہا جاتا ہے، آج کل کی اصطلاح میں انھیں Missing Persons کہا جاتا ہے۔ شریعت میں ان کی میراث، وارث بننے اور ایسے شخص کی بیوی کے نکاحِ ثانی کرنے کے بارے میں علیحدہ جامع احکام موجود ہیں۔ 17 اگست 2020ء کو انکوائری کمیشن برائے جبری گمشدگیاں کی طرف سے اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف ایک مراسلہ بھیجا گیا جس میں مبینہ طور پر جبری گمشدہ اشخاص کے بارے پوچھا کہ متعدد کیسز میں ایسے لاپتہ افراد ہیں جن کا گزشتہ سات سال سے کچھ معلوم نہ ہو

---

[6] سالانہ رپورٹ، 19-2018ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص 111-112

[7] قلعجی، محمد رواس، مجم لغة الفقہاء، دار النفائس للطباعة والنشر، 1988ء، ص 144

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سکا۔ ان کی بیویاں انتظار میں ہیں جبکہ ورثاء میں تقسیم التواء کا شکار ہے۔ لہذا کونسل ان خواتین کی خانگی زندگی اور ورثاء سے متعلق رہنمائی کر دے۔ بحث کے بعد کونسل کے فیصلہ کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

> "کمیشن کے سوالات کا تعلق مفقود الخبر کے مسئلہ سے ہے، عام حالات میں مفقود کی زوجہ عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرے گی، عدالت متعلقہ اداروں کی تفتیش سے مطمئن ہو تو مزید تحقیق و تلاش کے بغیر زوجۂ مفقود کو چار سال انتظار کا حکم دے گی، اس سلسلے میں واضح رہے کہ مقدمہ پیش ہونے کے بعد ہی عدالت چار سال انتظار کا حکم دے گی، اس کے بعد عورت کو دوبارہ عدالت میں پیش ہونا ہوگا جس کے بعد عدالت اس کا نکاح ختم ہونے کا فیصلہ کرے گی، ایسی صورت میں عورت چار ماہ دس دن عدت گزارے گی۔ مخصوص حالات میں جیسے اگر عورت کے معصیت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک سال انتظار کے بعد بھی عدالت نکاح ختم ہونے کا فیصلہ صادر کر سکتی ہے اور نفقہ نہ ہونے کی صورت میں اگر ایک ماہ بھی بغیر نفقہ کے گزرا ہو تو عدالت کی طرف سے نکاح ختم کر دیا جائے، ان دونوں صورتوں میں عورت عدت طلاق گزارے گی۔ مفقود کی زوجہ کیلئے عدالت سے انفساخ نکاح کا فیصلہ حاصل کرنا ضروری ہے۔"[8]

جبکہ اس مسئلہ کی فقہی تفصیل یوں ہے کہ احناف کے ہاں ایسے شخص کی بیوی کا حکم درج ذیل ہوگا:

> "امام ابو حنیفہ جب مفقود الخبر (لاپتا) شخص کی زندگی کے ایک سو بیس سال پورے ہو جائیں گے، تو اسے مردہ قرار دیا جائے گا اور ظاہر مذہب یہ ہے: جب اس کے تمام ہم عصر لوگ فوت ہو جائیں گے، تو اس کو مردہ قرار دیا جائے گا۔ امام ابو یوسف سے نوے سال کی روایت ہے: بعض مشائخِ حنفیہ نے بھی 90 سال مقرر کیے ہیں، زیادہ قرینِ قیاس بات یہ ہے کہ وقت مقرر نہ کیا جائے۔ اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ 90 سال مدت مقرر کی جائے اور جب اسے مردہ قرار دے دیا جائے گا، تو اس کی بیوی عدتِ وفات گزارے گی اور اس کا ترکہ وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔"[9]

فقہ مالکی میں اس کا حکم یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک عورت قاضی کے پاس مقدمہ دائر کرنے کے بعد چار سال انتظار کرے، پھر قاضی مفقود الخبر کی موت کا حکم لگا کر تفریق کر دے اور وہ عورت عدت گزار کر عقدِ ثانی کر لے، امام مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر لاپتا ہو جائے، پتا نہ چلے کہ کہاں گیا، وہ چار سال انتظار کرے، پھر چار ماہ دس دن عدتِ وفات گزارے، اس کے بعد وہ نکاح (ثانی) کے لیے حلال ہو جائے گی۔[10]

---

[8] سالانہ رپورٹ، 21-2020ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص 246

[9] المرغینانی، علی بن ابو بکر، الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج 2، ص 598

[10] مالک بن انس، مؤطا امام مالک، کراتشی: مکتبۃ البشری، رقم الحدیث 2134

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کہتے ہیں:

اصحابِ مالکیہ اور حنابلہ کے مطابقمفقود الخبر کی بیوی چار سال انتظار کرے، پھر وفات کی عدت چار ماہ دس دن گزارے۔[11]

احناف کے موجودہ مفتیان کرام بھی اب احناف کے موقف کی بجائے دوسری فقہ پر فتوی دیتے ہیں اور یہی رائے اسلامی نظریاتی کونسل کی ہے۔

اسلامی بینکاری

اسلامی بینکاری یا غیر سودی بینکاری ایک اہم معاصر مسئلہ ہے۔ پاکستان میں غیر سودی بینکاری کے آغاز و ارتقاء میں اسلامی نظریاتی کونسل کا کافی دخل ہے اور اب بھی کونسل میں گاہے بگاہے اس پر بحث ہوتی ہے، کمیٹیاں بنا کر رپورٹس کا جائزہ لیا جاتا ہے اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کہ آئندہ پانچ سالوں میں سودی نظام کا خاتمہ کیا جائے، پر عملداری کیلئے اپنی رہنمائی کرتی رہتی ہے۔ مثلاً2019ء میں بھی چیئرمین کونسل نے اسلامی بینکاری کے نظام کے جائزے کیلئے کمیٹی بنائی جس نے دیگر امور کے ساتھ ساتھ AAOIFI کے طے کردہ شرعی معیارات (المعاییر الشرعیۃ) کو بھی سراہا گیا جبکہ ان معاییر میں تمام فقہی مذاہب سے ضرورت کو پورا کیا گیا ہے یعنی تلفیق کا اسلوب ہی اپنایا گیا ہے۔ فیصلے میں کونسل کی طرف سے لکھا گیا:

"ایوفی کی طرف سے المعاییر الشرعیہ کی ترتیب و تدوین کا کام قابل تحسین ہے جو ایک طویل محنت کے بعد منصۂ شہود پر آیا ہے اور اسلامی بینکاری کی بنیاد ان ہی معیارات پر استوار ہے۔ اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے شریعہ بورڈ نے المعاییر الشرعیہ مین سے جن چودہ معاییر کو ترامیم کے ساتھ حتمی شکل دے کر پاکستان میں قائم اسلامی بینکوں میں عملی طور پر رائج کرنے کی منظوری دی ہے، کونسل اصولی طور پر ان کی تائید کرتی ہے۔"[12]

چونکہ اسلامی نظریاتی کونسل کا منہج یہ ہے کہ آسان اور مناسب رائے کا انتخاب کیا جائے تو کسی مسئلہ سے متعلق رائے دیتے ہوئے کسی فقہ کے مفتی بہ قول کی بجائے اس کا غیر مفتی بہ قول اپنا لینے کی سفارش کر دی جاتی ہے تو کبھی دوسری فقہ یعنی تلفیق کا عمل کیا جاتا ہے۔ درج ذیل مسئلہ میں مثال ہے کہ تین فقہی مسالک (حنبلی، مالکی، شافعی) اور احناف کے مفتی بہ قول کو چھوڑ کر حنفیہ کے غیر مفتی بہ اور فقہ جعفریہ کے قول کے مطابق فیصلہ دیا گیا ہے۔

تداوی بالحرام کا مسئلہ

وزارتِ قومی صحت سروسز، ریگولیشنز کوآرڈینیشن، اسلام آباد نے 27 اگست 2020ء کو چیئرمین کونسل کے نام مراسلہ لکھا جس میں سوال کیا گیا:

"ہمیں شکایت ملی ہے کہ بعض دواساز کمپنیاں ایسی دوائیاں برآمد کر رہی ہیں، جن میں خنزیر کے اجزاء شامل ہیں، ان میں سر فہرست سریبرولزین cerebrolusin ہے، جس میں جانچ پڑتال کے بعد خنزیر کے اجزاء کی ملاوٹ کی تصدیق بھی ہو گئی ہے۔ اس قسم کی دوائیاں بھی ہیں جن میں سور کے اجزاء ملے ہوتے ہیں، یہ دوائیاں طبی نقطہ نظر سے انسانی جان بچانے کیلئے بہت

---

[11] وھبۃ الزحیلی، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق: دار الفکر، ج7، ص644

[12] سالانہ رپورٹ، 20-2019ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص295-296

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ ان کے متبادل دوائیوں میں ان جیسی تاثیر موجود نہیں لہذا ایسی دوائیوں کے استعمال کے متعلق شرعی رہنمائی فرمائی جائے تاکہ اس کی روشنی میں پاکستان ریگولیٹری اتھارٹی اپنا کردار ادا کر سکے۔"

اس کے جواب میں ریسرچ نوٹ کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"حنابلہ، شوافع اور مالکیہ علاج کی غرض سے حرام اشیاء کے استعمال کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کا مشہور قول بھی یہی ہے۔ تاہم مشائخ حنفیہ، جن میں امام محمد اور امام ابو یوسف شامل ہیں، کے نزدیک حرام اشیاء کو بطور دواء برائے علاج استعمال کیا جا سکتا ہے بشر طیکہ ماہر مسلمان ڈاکٹر کہے کہ حلال اشیاء میں اس مرض کا کوئی علاج نہیں ہے۔ فقہ جعفریہ کے مطابق بھی حالت اضطرار میں اس کی اجازت ہے۔"[13]

یوں ہی درج ذیل مسئلہ میں احناف کی مشہور رائے کے برعکس امام ابو یوسف کی رائے اور اپنایا اور ضمناً دوسرے مسئلہ میں فقہ شافعیہ پر عمل کی رائے پیش کی، تفصیل ملاحظہ ہوں:

محصر معتمرین کا حکم

کرونا وائرس کے دنوں میں محصر (عمرہ سے روک دیئے گئے محرم) لوگوں کی بابت سوال کیا گیا جس پر کونسل کے شعبہ ریسرچ نے درج ذیل رائے دی جس پر بحث و مشاورت کے بعد فیصلہ سنایا گیا، رائے کا خلاصہ ملاحظہ ہوں؛

کرونا وبا کی وجہ سے مسلمانوں کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں سے ایک حج یا عمرہ کے احرام کے حوالے سے مسائل ہیں، ان کا حل اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

1) جس فرد کو عمرہ کرنے سے روک دیا گیا ہو اسے محصر کہتے ہیں اور اس عمل کو احصار کہتے ہیں، جن افراد کو اس وقت روکا گیا ہو کہ انہوں نے صرف احرام کی چادریں ہی پہنی ہوں لیکن عمرہ کی نیت سے تلبیہ نہ پڑھا ہو تو چونکہ ایسا شخص محرم نہیں ہوتا لہذا وہ احرام کی چادریں اتار دے، ان پر کچھ لازم نہیں ہو گا۔

2) جو افراد احرام کی چادریں پہن کر عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ چکے ہوں تو ایسے افراد محرم ہیں، ان کو احرام کھولنے کیلئے کیا کرنا ہو گا، اس میں تین صورتیں ہیں؛

- محرم کو احصار کی وجہ سے احرام کھولنے کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایک جانور (دم) حدود حرم میں اپنے وکیل کے ذریعے ذبح کرانے کے بعد احرام کھولے۔ یہ فقہائے احناف کی مشہور روایت ہے۔
- فقہائے احناف میں سے امام ابو یوسف سے ایک روایت مروی ہے کہ ایک متوسط جانور کی قیمت اپنے مقام (جہاں احصار پیش آیا) میں صدقہ کر دے، اگر جانور کی قیمت صدقہ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو پھر ایک متوسط جانور کی قیمت میں

[13] سالانہ رپورٹ، 2020-21ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص90

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جتنے کلو گندم آتی ہو تو ہر دو کلو گندم کی قیمت کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔ **یہ صورت بہت آسان ہے کیونکہ اس میں حدود حرم کی کوئی قید نہیں ہے، بلکہ اپنی جگہ ہی صدقہ یا روزہ رکھ کے احرام حلال ہو سکتا ہے۔**

- فقہائے شافعیہ اور حنابلہ کے موقف پر عمل کرتے ہوئے جس جگہ احصار پیش آیا ہے وہیں پر ایک متوسط جانور (دم) دے کر حلال ہو جائے۔

ان تین صورتوں میں سے جس صورت پر عمل آسان ہو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے، البتہ آسان ترین صورت دوسری ہے۔

اسی طرح ایک صورت یہ درپیش تھی کہ کچھ معتمرین کو مدینہ منورہ جانے کے بعد مکہ واپس آنے کیلئے احرام باندھنے کی اجازت نہیں دی جارہی تھی ایسی صورت میں فقہ حنفی میں مسئلہ یہ ہے کہ حدود حرم میں احرام کے بغیر آنے سے ایک متوسط جانور ذبح کرنا لازم آتا ہے لیکن چونکہ یہ صورت ایسی مجبوری اور عذر کی ہے کہ اس میں کسی فرد کا ذاتی مفاد نہیں ہے بلکہ معذوری کی صورت ہے۔

اس لیے ایسے موقعہ پر **امام شافعی** کے موقف پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ حدود حرم میں عمرہ یا حج کی نیت اور احرام کے بغیر بھی آسکتا ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔[14]

رپورٹ میں اس کا فیصلہ ان الفاظ میں لکھا گیا:

> "جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز، چیئرمین کونسل نے بحث سمیٹتے ہوئے کہا کہ اکثر معزز اراکین کی رائے یہی ہے کہ مجبوری اور ضرورت کی صورت میں تینوں اقوال میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی رائے کو اختیار کیا جائے اور موجودہ صورت حال میں بھی یہی حکم ہونا چاہئے کیونکہ ان حالات میں حدود حرم میں قربانی ناممکن ہے۔"[15]

لڑکی کیلئے ماں کا حق حضانت

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ 20-2019ء کے مطابق سینیٹ کی سپیشل کمیٹی برائے قانونی اصلاحات کی طرف سے اسلامی نظریاتی کونسل کو کچھ سوالات بھیجے گئے، جن میں ایک سوال یہ تھا کہ

> "کیا کوئی ایسا قانون بنایا جا سکتا ہے کہ جس کے تحت ماں کے حق حضانت کیلئے بچوں کی عمر کا تعین کیا جا سکتا ہو؟ اگر عمر کا تعین کیا جا سکتا ہے تو کیا لڑکی کیلئے 16 سال یا شادی، ان میں سے جو جلدی وقوع پذیر ہو جائے اور لڑکے کیلئے 10 سال کی عمر کا تعین؟"

---

[14] سالانہ رپورٹ، 20-2019ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص 246-247

[15] سالانہ رپورٹ، 20-2019ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص 302

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جس کے جواب میں کونسل نے بحث ومشاورت کے بعد درج ذیل الفاظ میں فیصلہ جاری کیا اور فقہ مالکیہ پر عمل کی گنجائش بیان کی، فیصلہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں؛

"ماں کے حق حضانت کیلئے لڑکے کی عمر سات سال اور لڑکی کیلئے بلوغ کی حد ہے۔ ضرورت اور حالات کو دیکھتے ہوئے لڑکی کے حوالے سے مالکیہ کے موقف کو بھی اختیار کیا جاسکتا ہے جس کے مطابق لڑکی شادی تک ماں کی پرورش میں رہے گی۔"[16]

اس مسئلہ کی تفصیل اور تلفیق کی علمداری یوں ہے کہ حدیث پاک ہے:

عن ابي عمرو يعني الاوزاعي، حدثني عمرو بن شعيب، عن ابيه، عن جده عبد الله بن عمرو، ان امراة قالت: يا رسول الله، إن ابني هذا كان بطني له وعاء وثديي له سقاء وحجري له حواء، وإن اباه طلقني واراد ان ينتزعه مني، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم:" انت احق به ما لم تنكحي[17]

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ میرا بیٹا ہے، میرا پیٹ اس کا گھر رہا، میری چھاتی اس کے پینے کا برتن بنی، میری گود اس کا ٹھکانہ بنی، اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا "جب تک تو نکاح نہیں کر لیتی اس کی تو ہی زیادہ حقدار ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ حضانت ماں کا حق ہے لیکن مدت کی تعیین میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

احناف کا موقف ہے کہ لڑکے کیلئے استغناء شرط ہے یعنی جب تک بچہ اس کسی اپنے کام (کھانے پینے، استنجا کرنے وغیرہ) میں ضرورت سے مستغنی نہیں ہوتا تب تک ماں کے ہاں رہے گا۔ لڑکے کے بارے اس عمر کا اندازہ 7 سال سے لگایا جاتا ہے جبکہ لڑکی میں یہ حد بلوغ کی عمر ہے۔[18] جبکہ مالکیہ کے ہاں لڑکا بلوغ تک ماں کے پاس رہے گا اور لڑکی شادی اور شوہر کے دخول تک ماں کی حضانت میں رہے گی۔[19]

دیگر مسالک میں اس کا حکم جدا ہے تاہم ہمارا مدعا یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس مقام پر حنفی موقف بیان کرنے کے بعد مالکی قول اپنانے کی اجازت بھی دی ہے اور یہ عمل تلفیق کہلاتا ہے۔

2016-21ء کی رپورٹس میں مذکور ایسے مسائل جن میں تلفیق کی واضح علمداری ہے، کو سطورِ بالا میں بیان کیا گیا ہے تاہم ایک اور اہم مسئلہ جو گزشتہ برس کافی سرخیوں میں رہا اور اس پر مختلف آراء سامنے آئیں، کافی تنقیدات بھی دیکھنے کو ملیں وہ مسئلہ عورت کیلئے بغیر محرم سفر حج کی اجازت دینا ہے۔ کونسل کا یہ فیصلہ بھی بطریقِ تلفیق ہے جو کہ دراصل فقہ شافعیہ ومالکیہ سے لیا گیا ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت درج ذیل ہے:

---

[16] سالانہ رپورٹ، 20-2019ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص 269

[17] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب من احق بالولد، رقم الحدیث 2276

[18] المرغینانی، علی بن ابو بکر، الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ج2، ص 284

[19] العبدری، محمد بن یوسف، التاج والاکلیل، بیروت: دار الفکر، 1398ھ، ج4، ص 214

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

بغیر محرم حج

گزشتہ برس وزارت مذہبی امور کی جانب سے عورت کے سفر حج سے متعلق رائے طلب کرنے پر اسلامی نظریاتی کونسل نے خواتین کو بغیر مَحرم کے حج کے سفر پر جانے کی مشروط اجازت دی۔ کونسل نے اپنی رائے میں یہ لکھا کہ ایسی عورت جسے قابلِ اعتماد خواتین کی رفاقت حاصل ہو اور جسے سفر اور حج کے دوران کسی فساد یا خطرے کا اندیشہ نہ ہو وہ بغیر مَحرم حج کے لیے جاسکتی ہے۔[20]

اس کے بعد 15 نومبر 2023ء کو وزارت مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی کی طرف سے حج سکیم کے اشتہار میں یہ شق شامل کی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق خواتین اپنے شرعی محرم (شوہر، والد، بھائی، بیٹا، دادا، نانا، سسر، چچا، ماموں، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسا، داماد) کے بغیر حج ادا کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ حلف نامہ دیں کہ:

1. انہیں والدین / شوہر کی اجازت حاصل ہے۔
2. وہ کسی قابل اعتماد خواتین کے گروپ میں شامل ہیں۔
3. سفر حج کے دوران ان کو فساد یا خطرے کا اندیشہ نہیں ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل میں یہ بات بھی واضح کی کہ فقہ حنفی اور فقہ مالکی کے مطابق عورت کو بغیر محرم سفر حج کی اجازت نہیں ہے بلکہ ایسی عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔ تاہم فقہ شافعی و مالکی اور فقہ جعفریہ کے مطابق حالات زمانہ میں تغیر کے باعث اس کی گنجائش موجود ہے۔[21]

یوں اسلامی نظریاتی کونسل کی یہ سفارش اور اس پر حکومت کا فیصلہ تلفیق کی واضح مثال ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی 1987-1988ء کی رپورٹ میں عورت کو بغیر محرم کے حج کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔[22] لیکن حالیہ سفارشات میں فقہ مالکی اور فقہ شافعی کے قول کے مطابق اس کی اجازت دے دی گئی ہے۔ فقہ مالکی کی کتاب "المدونۃ" میں ہے:

قلت: فما قول مالک فی المرأۃ ترید الحج ولیس لها ولی؟ قال: تخرج مع من تثق به من الرجال والنساء[23]

یعنی امام مالک نے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر کسی عورت کا محرم میسر نہ ہو تو وہ قابل اعتماد مرد اور عورتوں کے ساتھ حج کیلئے جاسکتی ہے۔

اسی طرح فقہ شافعی میں بھی عورت کو بغیر محرم سفر حج کی اجازت دی گئی ہے جس بابت الحاوی الکبیر میں مذکور ہے:

فأما إذا أرادت المرأة أن تبتدئ بالحج، فإن كان فرضاً جاز أن تخرج من ذي محرم، أو مع نساء ثقات ولو كانت امرأة واحدة، إذا كان الطريق آمناً، ولا يجوز أن تخرج بلا محرم ... فأما إن كان الحج تطوعاً، لم يجز أن تخرج إلا مع ذي محرم، وكذلك في السفر المباح، كسفر الزيارة والتجارة، لا يجوز أن تخرج في شيء

---

[20] روزنامہ جنگ، 15 جون 2023ء، ص10، کراچی ایڈیشن

[21] روزنامہ جنگ، 16 نومبر 2023ء، ویب سائٹ

[22] سالانہ رپورٹ، 88-1987ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان، ص15-16

[23] مالک بن انس، المدونۃ الکبری، کتاب الحج، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994ء، ج1، ص457

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

منها إلا مع ذي محرم، ومن أصحابنا من قال: يجوز أن تخرج مع نساء ثقات، كسفر الحج الواجب، وهو خلاف نص الشافعي[24]

یعنیجج فرض میں اگر مَحرم میسر نہ ہو تو شوہر کی اجازت سے قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت ہے، اور ایک عورت ہو، تب بھی کافی ہے۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو تنہا یا مردوں کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ نیز فرض حج کے علاوہ دیگر اسفار جن میں نفلی حج بھی شامل ہے، ان تمام اسفار میں محرم یا شوہر کا ہونا لازم ہے۔

چونکہ احناف اور حنابلہ کے ہاں اس بات کی گنجائش نہیں ہے اور پاکستان میں فقہ حنفی کے پیروکار زیادہ ہیں تو اس فیصلے کو تنقید اور تردید کا سامنا بھی کرنا پڑا اور علماء کے کئی حلقوں نے اسے خلاف شریعت قرار دیا۔ جامعہ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی کے مطابق اس فیصلے میں بغیر کسی بڑی ضرورت و حاجت کے فقہ حنفی سے عدول کیا گیا جو کہ درست نہیں۔ جبکہ جامعہ نظامیہ رضویہ اور مرکزی جماعت غرباء اہل حدیث نے اس فیصلے کو شریعت سے متصادم قرار دیا۔

جبکہ دوسری طرف ایسے علماء بھی ہیں جو اس فیصلے سے پہلے بھی اس گنجائش کو استعمال کرنے کی رائے پیش کر رہے تھے جیسا کہ مفتی منیب الرحمن سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل نے 10 اگست 2019ء کو روزنامہ دنیا میں "حج اور قربانی کے چند مزید مسائل" کے نام سے کالم میں لکھا:

> " امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ثقہ عورتوں کی ایک جماعت حج یا عمرے پر جا رہی ہے، تو جس عورت کو شوہر یا محرم کی رفاقت میسر نہیں ہے، وہ اُن کے ساتھ جا سکتی ہے۔ بعض حالات میں ہمارے فقہائے کرام نے دفعِ حرج اور یُسر کے لیے دوسرے ائمہ کے مذہب پر عمل کی اجازت دی ہے اور ہمارے معاصر فقہا میں سے مفتی محمد رفیق حسنی نے لکھا ہے "اب احناف کو موجودہ دور میں امام شافعی کے مذہب کے مطابق فتویٰ دینا چاہیے، اگر ثقہ خواتین عورتوں کا کوئی گروپ ہو تو وہ عورت جسے شوہر یا محرم کی رفاقت میسر نہیں ہے، اُن کی رفاقت میں فریضہ حج ادا کرلے' (رفیق المناسک، ص: 481)۔ ہماری رائے میں اب مفتیانِ کرام کو اس مسئلے پر غور کرنا چاہیے، اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ ماضی کے مقابلے میں سفر آسان ہے، بس یا ہوائی جہاز میں عورتوں کو ایک ساتھ بٹھا دیا جاتا ہے، اسی طرح جو لوگ ٹورسٹ گروپوں میں یا سرکاری سکیم میں حج پر جاتے ہیں، اُن میں بھی عورتوں کو الگ کمرے میں ٹھہرایا جاتا ہے اور اس میں مردوں کے ساتھ اختلاط نہیں ہوتا۔ سو بجائے اس کے کہ گروپ لیڈر جھوٹ کا سہارا لے کر کسی مرد کو کسی عورت کا محرم ظاہر کرے، بعض مخصوص صورتوں میں اس رخصت پر غور کرنا چاہیے، یعنی جواں عمر خواتین کے لیے عمومی اجازت دینا حکمتِ دین کے منافی ہے۔"[25]

---

[24] الماوردی، محمد بن حبیب، الحاوی الکبیر فی فقہ مذہب الامام الشافعی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج4، ص364

[25] حج اور قربانی کے چند مزید مسائل، مفتی منیب الرحمن، روزنامہ دنیا، 10 اگست 2019ء

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خلاصۂ بحث

دور جدید میں تلفیق اور اجتماعی اجتہاد ایک ضرورت ہے اس منہج پر کئی ادارے کام کر رہے ہیں۔ پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل بھی ایسا ہی ادارہ ہے جس میں علماء، محققین، قانون دان اور ماہرین جمع ہو کر کسی مسئلہ میں اجتماعی رائے کو سفارشات کی شکل پیش کرتے ہیں اور ان سفارشات سے مقننہ (پارلیمنٹ) رہنمائی پاتی ہے۔ کونسل کسی ایک فقہی مسلک تک مقید رہنے کی بجائے مختلف فقہی آراء سے استفادہ کر کے رائے قائم کرتے ہیں۔ یعنی اسلامی نظریاتی کونسل کا منہج تلفیق کا ہے جس میں حالات وکیفیات کے مطابق مناسب معلوم ہو تا فقہی قول لے لیا جاتا ہے۔ کونسل کی رپورٹس میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔ مثلا اسلامی بینکاری، مفقود الخبر، ماں کے حق حضانت کی مدت اور بغیر محرم سفر حج وغیرہ۔

کتابیات

* ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، الرسالہ العالمیہ
* سالانہ رپورٹ، 88-1987ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان
* سالانہ رپورٹ، 19-2018ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان
* سالانہ رپورٹ، 20-2019ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان
* سالانہ رپورٹ، 21-2020ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان
* العبدری، محمد بن یوسف، التاج والاکلیل، بیروت: دار الفکر، 1398ھ
* قلعجی، محمد رواس، معجم لغۃ الفقہاء، دار النفائس للطباعۃ والنشر، 1988ء
* مالک بن انس، المدونۃ الکبری، کتاب الحج، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994ء
* مالک بن انس، موطا امام مالک، کراتشی: مکتبۃ البشری
* الماوردی، محمد بن حبیب، الحاوی الکبیر فی فقہ مذھب الامام الشافعی، بیروت: دار الکتب العلمیۃ
* المرغینانی، علی بن ابو بکر، الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، بیروت: دار احیاء التراث العربی
* وھبۃ الزحیلی، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق: دار الفکر